دیوبند کا سفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفر عقیدت و محبت

بقلم

مولانا شیخ محمد خالد اعظمی قاسمی

ترجمان پاسبان علم و ادب

نام کتابچہ	:	سفر عقیدت و محبت
بقلم	:	مولانا شیخ محمد خالد اعظمی قاسمی
صفحات	:	پینتیس (35)
اشاعت	:	13 جون 2025
ترتیب و تزئین	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادیؔ
موبائل نمبر	:	(+91) 9309827381
زیر اہتمام	:	پاسبان علم و ادب

سفر عقیدت و محبت ـــــــ بقلم :- مولانا شیخ محمد خالد اعظمی قاسمی

تحریکِ حق کا گہوارہ ، دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند اہل حق کے دلوں کی دھڑکن، فضلاء دارالعلوم دیوبند کی عقیدت کا مرکز، ملت اسلامیہ ہندیہ کی عظمت کا نشان ہے، یہ گہوارہ علم و ہنر ان نفوس قدسیہ کے ایثار وقربانی کا امین ہےجنھوں نے ہندوستان میں انگریز سامراجیت کی نیندیں حرام کردی تھیں

دارالعلوم دیوبند صرف ایک مدرسہ نہیں بلکہ ایک تحریک ہے

جس کے افکار و نظریات حق و صداقت، اخلاص و للہیت کا پرتو ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس کے ثمرات پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں

دارالعلوم دیوبند کے بانئین ہندوستان میں دین و شریعت کی نشاۃ ثانیہ کے معمار ہیں

دارالعلوم دیوبند اہل باطل کیلئے شمشیر بے نیام اور پوری دنیا میں اہل حق کا ترجمان ہے

یہی رنگ اس کے خوشہ چینوں میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے وہ جہاں بھی ہوتے ہیں جس حال میں ہوتے ہیں کبھی باطل سے سمجھوتہ نہیں کرتے

دنیا کے خداؤں کے سامنے سر نہیں جھکاتے

یہی فضلاء دیوبند کی پہچان ہے..

ہاں کبھی کبھی مصلحت کی چادر اوڑھ لیتے ہیں یا حالات کی سنگینی انھیں خاموش کردیتی ہے آجکل کچھ ایسا ہی ہورہا ہے

لیکن اس کے باوجود باطل سے سمجھوتہ نہیں کرتے

اس مرکز علم و فن سے اکتساب فیض کرنے والا وہاں سے رخصت ہونے کے بعد دوبارہ اس علمی و روحانی فضا سے دل و دماغ کو آسودہ کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

لیکن وہاں سے رخصت ہونے کے بعد لوگ اس کے مشن کو آگے بڑھانے یا اپنے دیگر کاموں میں ایسا مصروف ہوتے ہیں کہ انھیں دوبارہ اس کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کا موقع جلد میسر نہیں ہوتا

وہ انتہائی خوش نصیب ہوتے ہیں جنھیں بار بار وہاں جانے اور اس کی نورانی صبح و شام سے آسودگی حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے ورنہ اکثر لوگ اپنی دنیا میں ایسا مصروف ہوتے ہیں یا ایسے موانع در پیش ہوتے جس کی وجہ برسوں دوبارہ نہیں پہونچ پاتے اور جب انھیں وہ موقع میسر ہوتا ہے تو ان کی خوشی دیدنی ہوتی ہے

ناچیز کو بھی بیس سال بعد دارالعلوم دیوبند جانے کا ایک موقع ملا سراپا شوق بنکر اس لمحے کا انتظار کرنے لگا...

آغاز سفرِعقیدت ومحبت

21 مئی بروز بدھ مولانا وسیم احمد قاسمی صاحب رحمت نگر صدر جمعیۃ العلماء شہر اعظم گڑھ کی کال آئی انھوں نے کہا کہ خالد بھائی 23 مئی جمعہ کو بای کار دیوبند جانا ہے آپ بھی تیار رہیں آپ کو بھی ساتھ چلنا ہے یہ اطلاع میرے لئے کسی نعمت مترقبہ سے کم نہیں تھی جمعہ کا شدت سے انتظار کرنے لگا اور بالآخر وہ وقت آگیا جب ہمارا چار نفری قافلہ رات آٹھ بجے رحمت نگر اعظم گڑھ سے دیوبند کیلئے روانہ ہوا

مولانا وسیم احمد قاسمی شیروانی صاحب صدر جمعیۃ العلماء ضلع جونپور بھی اس سفر شوق کا خوبصورت حصہ تھے وہ شاہ گنج میں ہمارے منتظر تھے،ہم پہلے شاہ گنج گئے وہاں عشاء کی نماز ادا کی گئی اور شاہ گنج سے ہمارا قافلہ چار سے پانچ رکنی ہوگیا...

1..مولانا وسیم صاحب رحمت نگر

2..مولانا علقمہ صاحب رحمت نگر۔ 3..مولانا وسیم شیروانی صاحب
4..مولانا وسیم صاحب رحمت نگر کے بھائی مولانا کلیم صاحب کے سالے مستقیم صاحب
5.. اور ناچیز
مستقیم صاحب کی نئی آرام دہ 6 سیٹر انووا کرسٹا سے آگے کا سفر شروع ہوا..

شاہ گنج میں کیا ہوا

جب سے اکسپریس ویز وجود میں آئے ہیں بای روڈ سفر بہت آسان ہوگیا ہے
پوروانچل اکسپریس غازی پور لکھنو کیلئے بہترین روڈ ہے یہ اکسپریس وے درمیان میں بہت سے شہر اور بازار کیلئے کٹتا ہے جہاں سے اکسپریس وے پر آنا انتہائی آسان ہے اگر کسی کے پاس اپنی گاڑی ہے تو عام طور پر اعظم گڑھ اور قرب و جوار کے لوگ اسی راستے کو اختیار کرتے ہیں
ہم لوگوں نے بھی اعظم گڑھ سے اسی راستے کو اختیار کیا اور تقریباً ایک گھنٹہ میں شاہ گنج آگئے ، ہم لوگ رات آٹھ بجے نکلے تھے اس لئے سب لوگ کھانا کھاکر نکلے تھے زاد راہ کے طور پر کھانے پینے کی کچھ چیزیں رکھ لی گئی تھیں
مولانا وسیم صاحب رحمت نگر صدر جمعیۃ العلماء شہر اعظم گڑھ نے کافی مقدار میں پانی اور اسپیشل دانا لے لیا تھا جو.. لائی چنا مونگ پھلی اور سیو سے مرکب تھا اگر اس میں پیاز مکس کردی جاتی تو ممبئ کا بھیل پوڑی بن جاتا یہ کھانے میں اتنا لذیذ تھا کہ کھاتے جائیں جی نہ بھرے اس کے علاوہ سنڈویچ اور مختلف قسم کے بسکٹ اور نمکین بھی ساتھ میں تھے ، رات میں راستہ کیلئے جل پان کے طور پر بہت کچھ تھا ، لیکن شاہ گنج کیلئے جب ہم لوگ اکسپریس وے سے نیچے اترے تو سوچا کہ ماموں کو تھوڑا پریشان کیا جائے

ہم نے کال کی اور کہا کہ ہم لوگ شاہ گنج آرہے ہیں آپ کے یہاں کھانا کھانا ہے
مندی کا آرڈر کردیجئے مندی کھاکر آگے کا سفر ہوگا
ماموں یہ سنکر سٹپٹا گئے اور مختلف بہانے شروع کردیئے
کہنے لگے میں ابھی دکان پر ہوں
میں نے کہا کال کرکے آرڈر کردیجئے کہنے لگے کہ میرے پاس نمبر نہیں ہے
میں نے کہا قندیل الرحمن سے نمبر لے لیجئے کہنے لگے وہ اپنی اہلیہ کو لیکر ہاسپٹل میں ہیں
میں نے کہا یہ سب بہانے ہیں نمبر لینے میں کیا دقت ہے؟
ماموں گارھے میں پڑ گئے کہنے لگے آجکل مندی اچھی نہیں بن رہی ہے
بقرعید قریب ہے اچھے بکرے نہیں مل رہے ہیں مندی والے کمزور اور لاغر قسم کے بکرے مندی میں استعمال کررہے ہیں
میں نے کہا کوئی بات نہیں وہی آرڈر کردیجئے کہنے لگے اتنی جلدی مندی تیار نہیں ہوتی پہلے سے آرڈر کرنا پڑتا ہے
بہرحال ماموں ایکدم پریشان ہوگئے تو ہم نے کہا ٹھیک ہے چاے کا نظم کردیجئے کہنے لگے میں ابھی دکان پر ہوں میں نے کہا ابھی تک دکان پر کیا کررہے ہیں جلدی گھر جائیں ہم لوگ آرہے ہیں بہرحال ماموں چاے کیلئے تیار ہوگئے
لیکن ہم لوگ نماز عشاء کے بعد واپس ہوگئے اور ماموں کوبتا دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم لوگ جا رہے ہیں، کہنے لگے کہ آپ لوگوں کیلئے پھل وغیرہ خرید لیا تھا معلوم نہیں خریدے تھے یا ویسے ہی کہ رہے تھے، ہم نے کہا پھل آپ لوگ کھائیں اب ہم جارہے ہیں اس طرح ماموں کی جان میں جان آئی،اورہم تھوڑی دیرمیں ایکسپریس وے ہر آگئے.

ایک غیر متوقع حادثہ

گاڑی مولاناوسیم صاحب چلا رہے تھے تقریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد گاڑی اچانک لرزنے لگی گاڑی ایک سو بیس کی رفتار سے چل رہی تھی مولانا وسیم صاحب کو احساس ہوا کہ کچھ گڑبڑ ہے ، انھوں نے آرام سے گاڑی سائڈ میں کھڑی کردی

گاڑی سے نیچے اتر کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ پچھلا ٹائر بری طرح سے پھٹ گیا ہے بلکہ چیتھڑا ہوگیا تھا ، اتنے سکون اور شرافت سے ٹائر پھٹتے ہوئے پہلی مرتبہ دیکھا نہ کوئی شور ہوا نہ آواز ہوئی

یہ مولانا وسیم صاحب کی مہارت تھی کہ انھوں نے خطرے کو بھانپ لیا تھا اور بڑے آرام سے گاڑی کنٹرول کرلی اللہ نے کرم فرمایا اور کسی حادثے سے محفوظ رکھا...

گاڑی میں اسٹپنی اور دوسرے آلے موجود تھے تقریباً آدھا گھنٹہ کی کوشش سے ٹائر تبدیل کردیا گیا ، اور لکھنو کیلئے روانہ ہوگئے ، اسی رات لکھنو میں آئی پی ایل میچ چل رہا تھا۔ تقریباً ایک بجے لکھنو کی حدود میں داخل ہوئے تو کافی چھل پہل تھی کہیں کہیں کافی رش تھا معلوم ہوا میچ ختم ہوگیا ہے اور لوگ میچ دیکھ کر اپنے اپنے مقام پر واپس ہورہے ہیں لکھنو کے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے رات تقریباً دو بجے خرم نگر پہونچے اور نیا ٹائر لیا گیا مولانا وسیم صاحب بار بار مزے لیتے رہے اور کہتے خالد بھائی پاسبان اتنا بڑا گروپ ہے اس میں ہر جگہ کے لوگ ہیں لیکن ابھی تک کہیں سے کوئی آفر نہیں آئی

خرم نگر سے ہمیں لکھنآ گرہ اکسپریس وے پر آنا تھا، لکھنو آگرہ اکسپریس وے ایک بہترین روڈ ہے یہ اکھلیش یادو کا سیاحوں خاص طور سے یوپی والوں کیلئے بہترین تحفہ ہے، روڈ نے دوری سمیٹ دی ہے اور بہت کم وقت میں لکھنو سے آگرہ تک کا سفر مکمل ہوجاتا ہے۔

آگرہ اکسپریس وے پر آنے سے پہلے اس کے قریب میں چھوٹی چھوٹی دکانیں ہیں جو پوری رات کھلی رہتی ہیں گاڑی میں دانا اور سنڈویچ وغیرہ سے لطف اندوز ہوچکے تھے چاے کی خواہش تھی ایک دکان پر گاڑی روک کر چاے پی گئی اور مولانا وسیم صاحب نے تازہ دم ہوکر تقریباً پونے تین بجے گاڑی آگرہ ایکسپریس وے پر چڑھا دی اور منزل شوق کی طرف رواں دواں ہوگئے....

رات کا قافلہ ، سحر کی تلاش

رات کے پونے تین بج رہے ہیں اور ہمارا پانچ نفری قافلہ آگرہ اکسپریس وے پر رواں دواں ہے مولانا وسیم صاحب رحمت نگر ماشاء اللہ بغیر کسی تکان کے ایک سو بیس کی رفتار سے گاڑی دوڑا رہے ہیں ، مختلف نعتیہ کلام سے گاڑی گونج رہی ہے
کوئی اسپیشل دانے سے محظوظ ہورہا ہے کوئی موبائل میں مصروف ہے
مولانا وسیم شیروانی صاحب بیٹھے بیٹھے نیند کا لطف لے رہے ہیں
ان کی ویڈیو بنائی جارہی ہے ،اسی حال میں نہ جانے کب آگرہ اکسپریس وے نے ساتھ چھوڑ دیا اور ہمیں یمنا اکسپریس وے پر ڈال دیا
جہاں آگرہ اکسپریس وے ختم ہوتا ہے وہیں سے یمنا اکسپریس وے شروع ہوجاتا ہے یہ اکسپریس وے آگرہ سے نوئیڈا اور دہلی کا سفر آسان کرتا ہے
صبح کے پانچ بج رہے ہیں نماز فجر کا وقت ہوچکا ہے فکر لاحق ہورہی ہے کہ کسی طرح نماز ادا کرلی جائے
نوئیڈا سے کچھ پہلے یمنا اکسپریس وے سے متصل ایک وسیع میدان میں ہوٹل نظر آیا جہاں سیاحوں کی گاڑیاں کھڑی تھیں مولانا وسیم صاحب نے گاڑی اسی جانب موڑ دی اور ہوٹل کے میدان میں گاڑی پارک کردی
ہم لوگ سیدھے باتھ روم کی طرف گئے استنجاء وغیرہ سے فارغ ہوئے اور وضو کیا

نماز کی کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی تو ہوٹل کے باہری حصے میں جو کھلا میدان تھا زمین پر سبز گھاس تھی بغیر تردد کے مختلف جگہوں پر تنہا تنہا نماز فجر ادا کی جب ہم لوگ نماز پڑھ رہے تھے تو آس پاس چہل قدمی کرنے والے سیاح یہ منظر دیکھ رہے تھے ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سوچا کہ ہوسکتا ہے ہمارے اس عمل سے کوئی اچھا پیغام گیا ہو

ہم لوگ نماز سے فارغ ہو کر گاڑی میں آگئے اور آگے کا سفر شروع کیا

صبح ہوچکی تھی سورج اپنی کرنیں بکھیر چکا تھا

کچھ دیر چلنے کے بعد نوئیڈا گریٹر کی عمارتیں نظر آنے لگیں اور تھوڑی ہی دیر میں ہم لوگ نوئیڈا میں تھے

نوئیڈا سے دہلی قریب ہے

یہاں پہونچ کر کئی لوگ یاد آئے نوئیڈا میں مولانا عبد اللہ اعظم صاحب رہتے ہیں دہلی میں پروفیسر ظفیر الدین قاسمی ،پروفیسر مفتی عبیداللہ قاسمی صاحبان مقیم ہیں

سوچا ان سے ملاقات کی کوئی سبیل بن جاتی لیکن ممکن نہ ہوسکا

مولانا عبد اللہ اعظم صاحب سے ملاقات ہوسکتی تھی لیکن انھوں نے کوئی سانس ڈکار نہیں لی اس لئے ہم نے بھی خاموشی میں عافیت سمجھی

اب ہمیں نوئیڈا سے دیوبند کا رخ کرنا تھا

نوئیڈا سے قریب ایک مقام ہے (نام ٹھیک سے یاد نہیں ہے شاید کاسنہ ہے) یہاں سے ایسٹرن پیرا پھیری اکسپریس وے شروع ہوتا ہے جو میرٹھ تک لیجاتا ہے

مولانا وسیم صاحب نے نوئیڈا کا چکر لگاتے ہوئے گاڑی مذکورہ اکسپریس وے پر ڈال دی

اس اکسپریس وے پر بہت گاڑیاں چلتی ہیں کافی رش رہتا ہے

راستے میں غازی آباد میرٹھ پڑتا ہےاور پھر میرٹھ سے کھتولی مظفر نگر ہوتے ہوئے دیوبند آتا ہے، اس روڈ پر قریب قریب بہت سے ہوٹل ہیں لگتا ہے اس راستے سیاحوں کی آمد و رفت زیادہ ہوتی ہے

مظفر نگر سے پہلے ایک ہوٹل پر گاڑی روکی گئی اور چاے پی گئی

اور دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی

اب دیوبند بالکل قریب تھا مظفر نگر سے پندرہ بیس منٹ کی مسافت ہے
دن کے گیارہ بج رہے تھے اور دل کی دھڑکن تیز ہورہی ہے
دل و دماغ کی اسکرین پر ماضی کی فلم چلنے لگی
کیوں کہ ہم اس شہر علم و فن میں جارہے تھے
جہاں سے گزرتے ہوئے کسی وقت کچھ اللہ والوں نے علم کی خوشبو محسوس کی تھی
اور وہاں ایک مسجد میں انار کے درخت کے نیچے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی تھی جس کی ابتدا ایک استاذ اور ایک شاگرد سے ہوئی تھی
لیکن وہ چھوٹا سا مدرسہ اس قدر تناور درخت بن گیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کی شاخیں مشرق سے مغرب شمال سے جنوب تک پھیل گئیں اور اس نے اپنے سائے میں ملت اسلامیہ ہندیہ کے ایمان و یقین، قرآن و حدیث کی اس وقت حفاظت کی جب ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا
انگریز سامراج نے ہندوستان کو اندلس بنانے کا خواب دیکھا تھا
ہندوستان میں ان کے ناپاک قدم پڑنے کے بعد انھوں نے نوابوں اور جاگیرداروں کی ماتحتی میں چلنے والے تمام مدارس کو منہدم کردیا تھا یا بحق سرکار محفوظ کرلیا تھا علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا تھا
ہندوستان سے اسلامی شعائر اور تشخصات کو ختم کرنے کی پوری تیاری کرلی تھی ان کی مشنریاں بچے کھچے مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کمربستہ تھیں لیکن اسی مدرسہ نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا اور نئے سرے سے ہندوستان میں ایمان و یقین کی شمع روشن کی قرآن و حدیث کی تعلیم کی بقا و تحفظ کو یقینی بنایا
اسی کیساتھ اس مدرسہ کے قیام کا مقصد مجاہدین کی ایسی کھیپ تیار کرنی تھی جو انگریزوں کے ناپاک قدم سے ہندوستان کو پاک کرسکیں

الحمدللہ اس مدرسہ نے وہ عظیم الشان کارنامہ بھی انجام دیا جس کی ایک روشن تاریخ ہے ، اس مدرسہ کا نام دارالعلوم دیوبند ہے

اب ہم چاے سے فارغ ہوکر اسی سر زمین پر قدم رکھنے والے تھے.

اور الحمد للہ بخیر و عافیت اعظم گڑھ سے سوتے جاگتے کھاتے پیتے ہنستے بولتے پانچ اکسپریس وے(پروانچل اکسپریس وے ،آگرہ اکسپریس وے ،یمنا اکسپریس وے ،ایسٹرن پیری پھیرا اکسپریس وے ،میرٹھ اکسپریس وے) عبور کرتے ہوئے ساڑھے پندرہ گھنٹے میں دیوبند پہونچ گئے.....

تقریباً سوا گیارہ بجے ہماری گاڑی دیوبند میں داخل ہوچکی تھی ہم لوگ فلائی اوورکے نیچے چل رہے تھے پہلے یہ فلائی اوور نہیں تھا اس لئے معلوم نہیں ہوسکا کہ ہم دیوبند آگئے ہیں گاڑی جب لب روڈ دارالعلوم دیوبند کے شمالی گیٹ کے پاس پہونچی اور دارالعلوم کا بورڈ نظر آیا تو معلوم ہوا کہ ہم منزل کے قریب ہیں

مفتی مصعب صاحب سے ملاقات

مولانا علقمہ قاسمی صاحب رحمت نگر ہمارے قافلہ کا خوبصورت حصہ تھے دارالعلوم دیوبند کے نائب مفتی حضرت مولانا مفتی محمد مصعب صاحب دامت برکاتہم ان کے پھوپھی زاد بھائی ہیں انھوں نےمفتی صاحب کو پہلے ہی بتادیا تھا مفتی صاحب ہمارے منتظر تھے ہمارا قیام انھیں کے گھر پر طے ہوچکا تھا اس لئے پہلے ہمیں وہیں جانا تھا دارالعلوم دیوبند کا گیٹ کراس کرکے فلائی اوور جہاں ختم ہوتا ہے اسی کے قریب جانب جنوب اندر راستہ ہےاسی راستے پر گاڑی موڑ دی گئی اورہم تھوڑی ہی دیر میں مفتی صاحب کے گھر پہونچ گئے مفتی صاحب ہمارا باہر کھڑے انتظار کررہے تھے

گھرکے قریب گاڑی پارک کردی گئی ہم لوگ گاڑی سے نیچے اترے تو مفتی صاحب نے انتہائی خندہ پیشانی کیساتھ ہمارا پر تپاک استقبال کیا اور گھر کے اندر لے گئے

مولانا علقمہ صاحب نے ان سے ہم سب کا تعارف کروایا ہمارے تعارف میں پاسبان کا

حوالہ دیا گیا یہ جانکر حیرت ہوئی کہ مفتی صاحب پاسبان کو پہلے سے جانتے ہیں
تعارفی سلسلہ کے بعد مفتی صاحب نے پہلے مشرقی روایت کے مطابق بسکٹ نمکین اور لسی سے ہماری ضیافت کی ، اسکے بعد کھانے کا پر تکلف دسترخوان لگ گیا اور ہم لوگوں نے دسترخوان کا حق ادا کیا۔

مفتی محمد مصعب صاحب ماشاء اللہ ایک جوان با اخلاق، با وقار، ذی علم، صاحب قلم، بہت سی کتابوں کے مصنف ،جید مفتی ہیں انھوں نے اپنی بہت سی کتابیں تمام احباب کو ہدیہ کیں ، ان کا آبائی وطن چاند پٹی اعظم گڑھ ہےانکے والد محترم ڈاکٹر عبد المنان صاحب طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کےڈین تھے اور اسی عہدے پر رہتے ہوئے ریٹائر ہوئے ہیں انھوں نےعلیگڑھ کو اپنا وطن بنالیا ہے اسی لئے زیادہ تر لوگ مفتی صاحب کو علیگڑھ کا سمجھتے ہیں

اس وقت مفتی صاحب کی فیملی علیگڑھ تھی پورا مکان خالی تھا اس لئے ہمارے قیام میں بڑی سہولت ہوئی...مفتی صاحب کا اپنا ذاتی مکان ہے ان کے گھر کے قریب ہی
حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم کا مکان ہے
ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوکر آرام کیلئے دراز ہوگئے
ظہر کا وقت ہوگیا تھا ،مولانا وسیم شیروانی صاحب مولانا وسیم صاحب رحمت نگر کی پہلے سے امیر الہند دامت برکاتہم سے ظہر بعد ملاقات طے تھی
وہ لوگ حضرت کے مکان سے متصل مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے چلے گئے ہمیں پتہ ہی نہیں چلا
سوکر اٹھے تو پہلے دو رکعت نماز ظہر ادا کی اور معلوم ہوا کہ دونوں صدور صدر جمعیۃ العلماء ہند دامت برکاتہم کی ملاقات سے مشرف ہوچکے ہیں انھوں نے خوشخبری سنائی کہ رات میں صدر جمعیۃ العلماء ہند کے یہاں ہم سب کی دعوت ہے....
یہ سنکر دل باغ باغ ہوگیا..... اور داخلہ سے پہلے وہ تھپڑ بھی یاد آیا جس کی برکت سے داخلہ میں دوسری پوزیشن آئی تھی۔

دارالعلوم وقف دیوبند میں

ہم لوگ دارالعلوم اور دارالعلوم وقف کے درمیان تھے یہ علاقہ پہلے غیر آباد تھا لیکن اب اسقدر رہائشی عمارتیں اوردکانیں وجود میں آگئی ہیں کہ لگتاہی نہیں ہے یہ وہی دیوبند ہے معلوم ہوتا ہے کوئی نیا شہر آباد ہوگیا ہے.

دارالعلوم وقف میں مولانا وسیم احمد شیروانی صاحب کے ایک فرزند زیر تعلیم ہیں تکمیل ادب کے طالب علم ہیں اس لئے عصر سے پہلے طے ہوا کہ عصر کی نماز اطیب المساجد میں ادا کی جائے

اور فرزند سے ملاقات بھی ہوجائے

ہم لوگ عصر کی اذان سے پہلے بای کار دارالعلوم وقف پہنچ گئے

مولانا وسیم صاحب کے فرزند گیٹ پر موجود تھے اندر داخل ہوئے تو دلکش عمارتوں نے دعوت نظارہ دی

تمام عمارتیں انتہائی ترتیب سے بنی ہوئی ہیں جو دیکھنے میں انتہائی پر کشش لگتی ہیں مولانا وسیم صاحب رحمت نگر نے جلدی جلدی تمام خوبصورت مناظر کو براے یادگار موبائل میں قید کروایا

اس کے بعد فرزند اور ان کے رفقاء درس ہم لوگوں کو مہمان خانے لے گئے اور چاے واے سے ضیافت کی عصر کی اذان ہوچکی تھی ہم لوگوں نے اطیب المساجد کا رخ کیا اطیب المساجد دارالعلوم وقف کی ایک وسیع رقبے پر محیط نہایت کشادہ اور جاذب نظر مسجد ہے.. نماز سے فارغ ہوکر اب ہم نے ام المدارس دارالعلوم کا قصد کیا

اطیب المساجد کا مشرقی حصہ اور ام المدارس کا مغربی حصہ بالکل قریب قریب ہے درمیان میں بہت تھوڑا سا گیپ ہے اگر اس گیپ کو ختم کردیا جائے تو دونوں دارالعلوم ایک ہوجائیں لیکن اب ایسا ہونا ممکن نہیں دونوں کا اپنا اپنا نظام ہے

دونوں جگہوں سے طالبان علوم نبوت سیراب ہورہے ہیں

شاید اللہ کو یہی منظور ہے.........

مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں

اب ہم مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا رخ کررہے ہیں
جس خطہ ارضی سے ہمیں عقیدت اور محبت ہے
اسی عقیدت و محبت نے ہمیں بای روڈ اتنے طویل سفر کی ہمت دی اور کوئی تکان نہیں محسوس ہونے دی
برسوں بعد اسی کی دید کی تڑپ لئے دیوبند آئے کیوں کہ یہ وہ دینی درسگاہ ہے جو صرف درسگاہ نہیں ہے بلکہ یہاں فکر و نظر کے زاویئے درست ہوتے ہیں..
یہ درسگاہ اپنے نونہالوں میں باطل سے ٹکرا جانے کی جسارت پیدا کرتی ہے
احقاق حق ابطال باطل جس کا طرہ امتیاز ہے.
یہاں آنے کے بعد طالبان علوم نبوت مذبذبین بین ذالک لآالی ھؤلآء ولآ الی ھؤلآء کے مصداق نہیں ہوتے بلکہ انکی ایک سمت متعین ہوجاتی ہے...... جو صراط مستقیم پر گامزن کرتی ہے
یہاں کا پروردہ جرات گفتار اور اعلی کردار کا حامل ہوتا ہے....
اب اسی کی دید سے نظر کو آسودہ، روح کو تر و تازہ کرنے کیلئے ہم لوگ شیخ الہند لائبریری کے عقب میں مغربی دروازے پر پہونچ چکے ہیں...
ہماری گاڑی شیخ الہندلائیبریری دارالعلوم دیوبند کے عقب میں مغربی دروازے پر رک گئی لیکن دروازے پر بورڈ نظر آیا جس پر لکھا تھا
یہ عام راستہ نہیں ہے ، مطلب اس دروازے سے گاڑی کی انٹری ممکن نہیں
عصر بعد کا وقت تھا ہر طرف رش تھا دوسرے راستے سے گاڑی لیجانا دشوار اور وقت طلب تھا ، دارالعلوم میں داخل ہونے کیلئے سب سے آسان راستہ یہی تھا
لیکن اس راستے سے دخول مشکل تھا
مولانا وسیم شیروانی صاحب گاڑی سے اترے اورمعلوم نہیں گیٹ کیپر کوکونسی بوٹی سنگھائی کہ سم سم کھل گیا اور ہماری گاڑی اندر داخل ہوگئی سامنے شیخ الہند لائبریری کی پر شکوہ

بلند و بالا مدور خوبصورت عمارت اور سامنے بائیں ہاتھ پر مسجد رشید دونوں عمارتیں فن تعمیر کا خوبصورت شاہکارہیں جو دیکھنےوالوں کے دلوں پر اپنی عظمت کا سکہ نقش کردیتی ہیں..

کچھ دیر ہم لوگ وہیں سے اس دیدہ زیب منظر کا نظارہ کرتے رہے.. اور کئی خوبصورت مناظر کو موبائل میں قید کیا

مشرق میں شیخ الہند لائبریری کے سامنے باب الظاہر ہے اس راستے سے دارجدید میں پہونچنا آسان ہے ، ہم لوگ باب الظاہر میں داخل ہوئے

باب الظاہر ہی میں گراؤنڈ فلور پر ہمارا آٹھ نمبر چار سیٹر کمرہ تھا جو دارالحدیث کے سامنے سے بائیں ہاتھ پر پہلا کمرہ ہے ، اپنے کمرہ کے پاس پہونچے تو ماضی کی یادیں تازہ ہوگئیں بہت سے بچھڑے ہوئے دوست و احباب یاد آئے، جنکے ساتھ خالی اوقات میں دارالعلوم کے شب و گزرے تھے ، ہمارے کمرے کو دوستوں کی زبان میں پارلیمنٹ کہا جاتا تھا کیونکہ یہاں خالی اوقات میں دوستوں کی کثرت سے آمد تھی

بہت سے احباب دارالعلوم کے بعد آج تک کبھی نہیں ملے

کچھ دوستوں سے رابطہ ہے

کچھ دوستوں کو پاسبان نے ملا دیا ہے

جن میں ہمارے سب سے قریبی دوست

مولانا عبد الرحیم صاحب

مولانا ہارون صاحب مسجدیا

مفتی ارشد قاسمی صاحب

حافظ انور شدنی پور

مولانا عبد الوہاب بستوی

مولانا عبید اللہ گورکھپوری۔ ہیں

احباب کی ایک طویل فہرست ہے جن کے ذکر کی گنجائش نہیں ہے میں نے صرف ان احباب کا تذکرہ کیا جو پاسبان میں ہیں

اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو جو جہاں بھی ہیں سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے..... جو دنیا سے گزر گئے ان کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں داخل فرمائے جو پریشان ہیں ان کی پریشانی کو دور فرمائے

اپنے کمرے اور احباب کی یادوں سے نکل کر ایک نظر دارجدید پر ڈالی

دار جدید کا نقشہ بالکل بدل گیا ہے اس کی قدامت کو جدت کے پردے میں چھپا دیا گیا ہے،حالانکہ قدیم عمارت ہی دارالعلوم کی شان تھی اس کا ایک جلال تھا جو اپنی طرز تعمیر سے دیکھنے والوں کو مرعوب کردیتی تھی

لیکن اب ایسا لگ رہا ہے جیسے شیر کے جسم پر بکری کی کھال ڈال دی گئی ہو...

اگر یہ عمارت اپنی قدامت کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھی تو اسی کو رنگ و روغن کے ذریعے مضبوط کرنا چاہیے تھا لیکن اس کی شکل چھپا دی گئی ہے عجیب لگ رہا ہے

دارجدید کی بدلی ہوئی حالت دیکھنے کے بعد یہ میرا وجدان ہے جسے سپرد اسکرین کیا ہے اختلاف کی گنجائش ہے۔

باب الظاہراور دارالحدیث کےدرمیان فوارہ کوبھی ختم کردیا گیا ہے

جو دار جدید کا خوبصورت حصہ تھا۔

باب الظاہر، شمال میں مدنی گیٹ، جنوب میں معراج گیٹ اپنی حالت پر ہیں جو دارالعلوم کے جاہ و جلال کی داستان سنا رہے ہیں...

دارالحدیث کی عمارت حسب سابق موجودہے، یہ وہ عمارت ہےجہاں اپنے اپنے وقت کے بڑے بڑے محدثین، فقہاء مفسرینِ ،ادباء اور متکلمین نے مسند درس حدیث ، فقہ، تفسیر، ادب اور علم کلام کو زینت بخشی اور یہیں سے ہزاروں تشنگان علوم نبوت سیراب ہوئے اور اس کی آغوش میں بیٹھ کر سند فضیلت حاصل کی

لیکن اب دارالحدیث شیخ الہند لائبریری میں منتقل ہوگیا ہے باقی علیا کے درجات اسی عمارت میں ہیں.....

دارالحدیث پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے دارالحدیث کی گیلری سے گزر کر ہم لوگ احاطہ مولسری میں آگئے..

اس احاطے کے وسط میں مولسری کا درخت ہے
اسی لئے اسے احاطہ مولسری کہا جاتا ہے
یہ وہ درخت ہے جس کے ارد گرد مختلف اضلاع کی انجمنوں کے ماہانہ جداری پرچے آویزاں ہوتے ہیں ، خالی اوقات میں وہاں پرچہ پڑھنے والوں کی بھیڑ ہوتی ہے طلبہ دارالعلوم بھی پڑھتے ہیں اور باہر سے آنیوالے لوگ بھی پڑھتے ہیں
ہم اپنے دور میں اپنی انجمن سے نکلنے والے ماہانہ جداری پرچہ **پاسبان** کے ایڈیٹر تھے اور اسی مولسری کے درخت کے ارد گرد بنے بورڈ پر آویزاں کرتے تھے
اس لئے ہم نے سب سے پہلے وہاں پاسبان کو تلاش کیا لیکن نظر نہیں آیا احباب نے بتایا کہ اب یہ پرچہ دفتر اہتمام والے گیٹ پر لٹکایا جاتا ہے وہاں پہونچے تو دیکھا پرچہ کی حالت بہت خستہ ہے
شاید یہ قدیم پرچہ تھا ابھی نئے سال کی ابتدا تھی اس لئے نیا پرچہ نہیں آیا ہوگا ..
وہاں سے ہوتے ہوئے ہم لوگ باب قاسم سے گزر کر دارالعلوم کے باہر آگئے
اندر سے باب قاسم کے پہلے منزلہ پر دائیں جانب دواحباب مولانا حبیب الرحمن صاحب پرواز سابق ناظم جامعہ فیض عام دیوگاؤں اورمولاناشہاب اختر صاحب صبرحد مقیم دیوگاؤں سابق خزانچی راشٹریہ علماءکونسل رہا کرتے تھے یہ دونوں ہم سے سینیئر تھے وہاں اکثر آنا جانا رہتا تھا اچھے مراسم تھے
وہ لوگ بھی یاد آئے.. لیکن اب یہ لوگ قصہ پارینہ بن گئے..

دیوبند کے مشہور تاریخی ہوٹل پر

باب قاسم سے باہر نکلے تو مولانا وسیم صاحب رحمت نگر نے کہا کہ چلیں حافظ صاحب کے معروف تاریخی ہوٹل پر چاے پی جائے عصر بعد کا وقت تھا چاے کی خواہش تھی

کیونکہ عصر بعد چائے نوشی کا عمل برسوں پرانا ہے ہم لوگ حافظ صاحب کے ہوٹل میں آگئے حافظ صاحب کا ہوٹل جیسا پہلے تھا ویسا ہی آج بھی ہے دیوبند میں بہت کچھ بدل گیا لیکن یہ ہوٹل ابھی تک نہیں بدلا اس کا غار اب بھی موجود ہے اب بھی طلبہ اس میں بیٹھ کر بہت شوق سے چائے پیتے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں ان پر اس جگہ سیاسیات معاشیات اخلاقیات کے موضوع پر ایسے ایسے الہامات ہوتے ہیں مختلف علوم و فنون کا ایسا القاء ہوتا ہے ،وہاں ایسے ایسے اسرار سر بستہ کھلتے ہیں کہ مت پوچھیں

ہماری ٹیم نے بھی چاہا کہ اسی میں بیٹھ کر چائے پی جائے اور ہم پر بھی الہامات کا کچھ نزول ہو لیکن ہم نے منع کردیا کیوں کہ اگر ایسا ہوگیا تو پھر ہمیں خود کو سنبھالنا مشکل ہوگا پھر ہماری قسطیں مکمل نہیں ہوسکیں گی اسی لئے باہری حصے میں ہی بیٹھ کر چائے پی گئی حافظ صاحب نے بہت عمدہ چائے بنائی اور مولانا وسیم شیروانی صاحب کی خواہش پر ہمیں بالائی مار کر چائے دی گئی جس سے چائے کا لطف دو چند ہوگیا

حضرت مولانا سفیان صاحب سے ملاقات

چائے پینے کے بعد طے ہوا کہ چل کر خانوادہ قاسمی کے چشم و چراغ اور اس خانوادے کے علوم کے امین دارالعلوم وقف کے مہتمم حضرت مولانا سفیان احمد صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کی جائے ، چنانچہ ہم لوگ ان کے گھر کے پاس پہونچ گئے.

ایک صاحب دروازے پر نظر آئے ان سے کہا گیا کہ ہم لوگ اعظم گڑھ سے آئے ہیں اور حضرت سے ملنا چاہتے ہیں انھوں نے اندر جاکر بتایا اور ہمیں ملاقات کی اجازت دے دی گئی دروازے کے قریب ہی ایک حجرہ میں حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے ہمیں دیکھ کر لکھنا بندکردیا سلام و مصافحہ ہوا حضرت نے مغربی روایت کے مطابق صرف پانی پلایا ، پانی پی کر تھوڑی بیٹھے اور دعائیں لیکر وہاں سے رخصت ہو گئے

حضرت کے فرزند مولانا شکیب صاحب سے بھی ملاقات کی خواہش تھی تاکہ ان سے کچھ سیکھا جائے لیکن وقت کم تھا مغرب کا وقت قریب تھا ملاقات نہ ہوسکی

ہم لوگ اعظمی منزل کی طرف آگئے۔

سامنے اعظمی منزل کے پہلے منزلہ پر پہلا کمرہ حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی صاحب نوراللہ مرقدہ کا تھا

ہم لوگوں کے وقت میں دارجدید کے پہلے منزلہ کے مغربی کنارے والے کمرے میں رہائش ہوا کرتی تھی لیکن بعد میں اعظمی منزل منتقل ہوگئے تھے عصر بعد عموماً اعظمی منزل میں کمرہ کے باہر تشریف رکھتے تھے اور سامنے سے نظر آتے تھے لیکن آج وہ جگہ خالی تھی کوئی نظر نہیں آیا......اور حضرت بہت یاد آئے...

اعظمی منزل سے ہم لوگ مدنی گیٹ کی طرف آگئے مدنی گیٹ سے متصل مسجد رشید کا گیٹ ہے اس میں داخل ہوکرخوبصورت مسجد رشید کا نظارہ کرتے شیخ الہند اکیڈمی ہوتے ہوئے دارالعلوم کے باہر آگئے مغرب کاوقت بالکل قریب تھاچونکہ بعد نماز مغرب حضرت مولاناسیدارشدمدنی صاحب دامت برکاتہم صدرجمعیۃ العلماء ہند کے یہاں کھانے کی دعوت تھی اس لئے مغرب کی نماز حضرت کی مسجد میں پڑھی گئی

مولانا ارشد مدنی صاحب کے دسترخوان پر

نماز مغرب سےفارغ ہو کر مسجد سے متصل حضرت کے گھر آگئے گھر کے باہر صحن میں ترتیب سے کرسیاں رکھی ہوئی ہیں جہاں حضرت سے ملاقات کیلئے آنے والے وہاں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں جب بلاوا آتاہے تو لوگ اندر جاتےہیں ہم لوگوں نے بھی وہاں بیٹھ کر انتظار کیاتھوڑی دیرکےبعد بلاوا آگیا اندرکمرےمیں حضرت تشریف فرما تھے فوراً دسترخوان لگ گیا اورحضرت کیساتھ کھانا کھایا گیا کھانےکے بعدواپس ہوتے ہوئے حضرت نے فرمایا صبح ناشتہ بھی کرنا لیکن مفتی محمد مصعب صاحب نے فرمایاکہ ناشتہ ہمارے یہاں رہیگا کھانے پر مفتی صاحب بھی ساتھ تھے

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ملاقات

ہم لوگ مفتی صاحب کےگھر اپنی قیام گاہ پر آگئےعشاء کی نماز کا وقت ہوچکا تھا،عشاء کی نمازکےبعد احباب نے استاذ محترم حضرت مولانامفتی محمدراشد اعظمی صاحب دامت برکاتہم نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ملاقات کا پروگرام بنایا گیا .

مفتی صاحب سے پہلے ہی ملاقات کی اجازت لے لی گئی تھی،مفتی صاحب عشاء کی نماز کے بعد جلدی سوتےہیں لیکن اس دن ہم لوگوں کاانتظار کررہےتھے، اس لئے بغیر کسی تاخیر کے ہم لوگ مفتی صاحب کے گھر پہونچ گئے مفتی صاحب نےعمدہ کھجورسے ضیافت فرمائی کچھ دیرباتیں ہوئیں مفتی صاحب ہمارے جامعہ حسینیہ لال دروازہ جونپورکےاستاذگرامی قدر ہیں،جس سال دارالعلوم دیوبندسے ہمارا تعلیمی سفرمکمل ہوااسی سال مفتی صاحب کادارالعلوم دیوبندمیں تقرر ہوا ، دارالعلوم دیوبندمیں داخلہ کیلئے ناچیزرمضان ہی میں مفتی صاحب کے ساتھ دارالعلوم چلاگیاتھا،اس وجہ سے مفتی صاحب دامت برکاتہم سے تعلق خاطر ہے گوکہ اپنی نالائقی کی وجہ سے اس تعلق کا اظہار نہیں کرپاتا ، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو صحت و عافیت کیساتھ رکھے اور ان کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم رکھے
گھڑی کی سوئی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی
ہم نےمفتی صاحب سےدعاؤں کی درخواست کیساتھ اجازت لی اورگاڑی میں آگئے

کتابوں کے تاجر شمشیر بھائی سے ملاقات

مفتی صاحب سےملاقات کے بعد مولانا وسیم صاحب رحمت نگر نے دیوبند میں مقیم اعظم گڑھ کی معروف شخصیت کتابوں کے تاجر شمشیر بھائی سے ملاقات کا ارادہ کیا انھیں پہلے ہی اطلاع دے دی گئی تھی
چنانچہ مولاناوسیم صاحب شیروانی کےفرزند کی رہنمائی سے ہم لوگ شمشیر بھائی کے کتب خانہ پہونچ گئے لیکن موصوف وہاں نہیں تھے معلوم ہوا کھانا کھانے گئے ہیں عجیب لگا ، کافی دیر تک انتظار کیا لیکن نہیں آئے دیوبند میں آج پہلا دن تھا ایک ہی دن دیوبند میں قیام بھی تھا آرام بالکل بھی نہیں کرسکے تھے دوسرے دن صبح ہمیں واپس بھی ہونا تھا اس لیے ان کا مزید انتظار کئے بغیر ہم لوگ اپنی رہائش گاہ پر آگئے وہاں سے واپس ہونے کے بعدشمشیر بھائی کی کال آئی کہ آپ لوگ کہاں ہیں بتایا گیا کہ آپ کے دیدار کی محرومی لئے واپس ہوگئے ہیں ، تو انھوں نے مفتی محمد مصعب صاحب دامت برکاتہم کے گھر آکر ملاقات کی اور ایک ایک کتاب ہدیہ کی....

شمشیر بھائی کی ملاقات کی یہ اسٹائل اچھی لگی
رات کافی ہوچکی تھی آرام ضروری تھا اس لیے شمیشر بھائی کو زیادہ زحمت نہیں دی گئی ان سے آرام کی اجازت لی گئی اور ہم لوگ محو خواب ہوگئے.....

دیوبند کا دوسرا دن

دیوبند کا دوسرا دن ہے اور صبح ہی ہم لوگوں کی واپسی ہے،رات کھانے کے بعد حضرت امیر الہند دامت برکاتہم نے فرمایا تھا کہ صبح ملاقات کرکے جانا
اس لئے صبح بیدار ہوئےتو نماز فجرحضرت کی مسجد میں ادا کی گئی تاکہ نمازکےبعد ملاقات کرلی جائے گی،لیکن نمازکےبعد حضرت سیدھے گھر چلے گئے ملاقات کا موقع نہیں ملا اس لئے ہم لوگ اپنی رہائش پر آگئے اور احباب آرام کرنے لگے
لیکن ہم اسی دوران نہادھوکرفریش ہوگئےنماز فجر کے بعد فوراً چاے کی عادت ہے بارش ہورہی تھی موسم انتہائی خوشگوار تھا اس لئے چاے کی خواہش مزید کیساتھ شدید تھی
مفتی محمد مصعب صاحب دامت برکاتہم نے چاے تیار کروائی اور ان کے کیساتھ بارش کی رم جھم میں چاے کا لطف لیا گیا
مفتی صاحب کو اب اپنے فریضے پر جانا تھا
اس لئے وہ سلام و مصافحہ کے بعد دارالعلوم چلے گئے
لیکن آٹھ بجے ناشتہ کا نظم کرکے گئے
احباب تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے وہ بھی نہاکر دھوکر تازہ دم ہوئے
ناشتہ تیار تھا ناشتہ میں دیوبند اور علیگڑھ دونوں کا حسین امتزاج تھا
ہم نے بھر پور ناشتہ کیا، اب ہماری روانگی کا وقت قریب ہے.
لیکن حضرت سے الوداعی ملاقات نہیں ہوئی تھی ان سے ملاقات کئے بغیر واپسی ممکن نہیں تھی
معلوم ہواکہ حضرت پڑھا کرساڑھے دس بجے واپس آئیں گےاس لئے ہمیں انتظار کرنا پڑا
اسی دوران اعظم گڑھ کے ایک طالب علم کی کال آئی جو برولی کے تھے انھوں نے کہا

کہ ہمیں رات میں معلوم ہواآپ لوگ آئے ہوئے ہیں اگر ملاقات ہوجاتی تو خوشی ہوتی ہم نے کہا اس وقت آپ کی تعلیم کا وقت ہے اور ہمیں ساڑھے دس بجے نکلنا ہے اس لئے ملاقات مشکل ہے

دس بجنے والا تھا ہم لوگ واپسی کی تیاری کرکے حضرت کے گھر مشرقی گیٹ کی طرف چلے گئے جدھر سے ان کی گاڑی دارالعلوم کیلئے آتی جاتی ہے ساڑھے دس بج گئے لیکن حضرت ابھی واپس نہیں آئے

وہیں قریب میں ایک چاے کا ہوٹل ہے وہاں لکھا تھا گڑ کی چاے دستیاب ہے یہ لکھا دیکھ کر ہوٹل میں چلے گئے تاکہ گڑ کی چاے پی جائے اور وقت پاس کیا جائے چاے پی کر فارغ ہوئے اور واپس حضرت کے گھر کے گیٹ کے پاس آگئے گیارہ بجے کے قریب حضرت کی گاڑی نمودار ہوئی اور انتظار ختم ہوا ، حضرت سے الوداعی مصافحہ کیا گیا اور ان کی دعاؤں کے تحفے کیساتھ دیوبند سے نانوتہ کا رخ کیا..

رات آپس میں گفتگو ہورہی تھی کہ دارالعلوم میں اعظم گڑھ کے جتنے طلبہ ہیں سب کو کہیں جمع کیا جائے اور سب کو چاے پلائی جائے

لیکن تعلیمی ایام میں ایسا ممکن نہیں تھا جمعرات کو ایسا ہوسکتا تھا لیکن دلی دور است کی وجہ سے یہ خواہش خواہش ہی رہی ان شاء اللہ اس کی تکمیل آئندہ کسی سفر میں ہوگی

رکن پاسبان مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے امین عام گرامی قدر مفتی محمد صالح صاحب دامت برکاتہم بھی رابطے میں تھے انھوں نے سہارینو آنے کی پرخلوص دعوت دی تھی لیکن وہ ابھی دہلی تھے رات میں وہ سہارنپور پہونچنے والے تھے اور رات تک ہم لوگ اپنے پروگرام کے مطابق واپسی کا اپنا آدھا سفر طے کرنے والے تھے اس لیے ان سے بھی ملاقات نہ ہوسکی

رکن پاسبان مولانا سید ہاشمی صاحب استاذ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی بھی کال آئی لیکن اسی دن وہ بھی سہارنپور سے باہر تھے ان کے بھی دیدار سے محرومی رہی

ہماری واپسی کے وقت ہمارے مشفق میزبان مفتی محمد مصعب صاحب دامت برکاتہم نائب مفتی دارالعلوم دیوبند بھی ابھی دارالعلوم میں تھے
واپس ہوتے ہوئے ان سے بھی آخری ملاقات نہیں ہوسکی جس کا کافی قلق تھا
بہت سی خوشگوار یادوں اور بہت سی محرومیوں کیساتھ ہم نے دیوبند کو الوداع کہا اور ہماری گاڑی نانوتہ کی طرف چل پڑی..

دیوبند سے نانوتہ کی طرف

مولانا محمد ازہر مدنی صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم سے مولانا وسیم احمد شیروانی صاحب کے اچھے مراسم ہیں
جونپور میں مولانا ازہر مدنی صاحب کا قائم کردہ ایک مدرسہ ہے مولانا وسیم احمد شیروانی صاحب اسی مدرسہ کے مہتمم ہیں، مولانا ازہر مدنی صاحب فی الحال گنگوہ میں ایک مدرسہ چلا رہے ہیں چنانچہ انھوں نے دوپہر میں ہم لوگوں کو کھانے کی دعوت دی تھی
اس لئے دیوبند سے نکلنے کے بعد ہم لوگوں کی پہلی منزل گنگوہ تھی
گنگوہ جاتے ہوئے راستے میں پہلے نانوتہ پڑتا ہے دیوبند سے نانوتہ بہت قریب ہے تھوڑی ہی دیر میں ہم نانوتہ پہونچ گئے

مولانا یعقوب نانوتویؒ کی قبر پر حاضری

نانوتہ سے گنگوہ کی جانب گاڑی رخ کرنےوالی تھی کہ مولانا وسیم احمد شیروانی صاحب کو کچھ یاد آیا انھوں نے گاڑی دائیں جانب موڑنے کو کہا چوراہے سے تھوڑے ہی فاصلہ پر لب روڈ گاڑی رک گئی مولانا وسیم صاحب نے بتایا کہ یہاں دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر المدرسین حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی علیہ الرحمہ آم کے درخت کے نیچے آرام فرما ہیں ہم گاڑی سے اتر کر انکی قبر کے قریب گئے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی... نانوتہ ہی وہ سرزمین ہے جہاں دارالعلوم دیوبند کے بانئین میں سےایک حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نوراللہ مرقدہ پیدا ہوئے وہ مزار قاسمی دیوبند میں مدفون ہیں...........اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلصین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

اولیاء اللہ کی سرزمین

دیوبند، سہارنپور پور، نانوتہ، گنگوہ ،جلال آباد، تھانہ بھون ،شاملی، کیرانہ ،کاندھلہ ،باغبت یہ سب مغربی یوپی کے وہ علاقے ہیں جہاں بڑے بڑے اساطین علم نے جنم لیا جو اپنے دور کے رازی و غزالی تھے

انھوں نے ملت اسلامیہ ہندیہ کی اس وقت رہنمائی اور مسیحائی کی جب ہندی مسلمانوں کے ایمان ویقین عقائد واعمال جانکنی کے عالم میں تھے مسلمانوں کیلئے اپنا ایمان بچانا مشکل تھا..

اس خطے سے پیدا ہونے والے علوم و معارف،عزیمت و استقامت کے ان اماموں کی ایک زریں تاریخ ہے جن پر بہت سی کتابیں لکھی جاچکی ہیں جو مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہیں اس وقت ان اللہ والوں پر کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے

مختصر یہ کہ

خواہ انگریزوں کی چیرہ دستیاں ہوں یا انگریز مشنریوں کی ایمان سوز سرگرمیاں ہوں ،یا مسلمانوں کو شک میں ڈالنے والے پنڈت دیانند سرسوتی کی لن ترانیاں ہوں یا اردتدا کی طغیانیاں ہوں

ان سب کا اسی خطے سے ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا اور ہر ایک کے فریب کو تار تار کردیا گیا باطل کا منہ توڑ جواب دیا گیا اور انگریزوں نے ہندوستان کو اندلس بنانے کا جو خواب دیکھا تھا ان اللہ والوں نے سب کو ناکام بنادیا

ملک شام کو انبیاء کرام کی سر زمین کہا جاتا ہے اگر ہندوستان کے اس خطے کو اولیاء کی سرزمین کہا جائے تو کچھ غلط نہیں ہوگا...

اسی لیے اس خطے سے بے انتہا عقیدت ہے...

مولانا ازہر مدنی صاحب سے ملاقات

نانوتہ سے ہم لوگوں نے گنگوہ کا رخ کیا ظہر سے پہلے گنگوہ پہونچ گئے

مولانا ازہر مدنی صاحب منتظر تھے

فوراً مہمان خانے لے گئے اور مشرقی ضیافت کے مطابق پہلے پانی اورجونپوری مٹھائی پیش کی

اسکے بعد نوع بنوع کھانوں سے آراستہ وسیع دسترخوان لگ گیا اور ہم لوگوں نے ظہرانہ تناول کیا، کھانے کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی، یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ عشائیہ حضرت امیر الہند کے یہاں اور ظہرانہ ان کے فرزند کے یہاں تھا شاید یہ وسیمین کی برکت تھی۔

حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر حاضری

مدرسہ سے بالکل متصل ہندوستان کے عظیم علمی فقہی سپوت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمہ (جو مسائل فقہ میں ایک معتبر حوالہ ہیں) کی قبر ہے ہم لوگ وہاں بھی گئے اور دعائے مغفرت کی

ساتھ میں مولانا ازہر مدنی صاحب بھی تھے وہیں ان سے الوداعی سلام ومصافحہ کرکے جلال آباد کیلئے روانہ ہوگئے، جلال آباد تھانہ بھون شاملی ہوتے ہوئے یہی روڈ دہلی چلا جاتا ہے اور اسی روڈ پر بہت سے تاریخی مقامات ہیں جہاں بہت سی علمی شخصیات نے جنم لیا۔

حضرت تھانویؒ کے مزار پر حاضری

جلال آباد سے ہوتے ہوئے تھانہ بھون آئے یہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ کی آرام گاہ ہے حضرت کی شخصیت محتاج تعارف نہیں حضرت سے طالبعلمی کے دور سے ہی عقیدت ہے

کیوں کہ ہمارا تعلیمی سفر ایسے ادارے سے شروع ہوا جس کے بانی حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری علیہ الرحمہ ہیں جو حضرت تھانوی کے اجل خلفاء میں سے تھے

اسلئے شروع سے ہی دل و دماغ میں تھانوی فکر راسخ ہوگئی تھی اور محبت بھی ہوگئی تھی اس لئے تھانہ بھون پہونچ کر اگر حضرت کی قبر پر نہ جایا جاتا تو بڑی ناسپاسی ہوتی لہذا ہم لوگ حضرت کی آخری آرام گاہ پر پہونچے اور وہاں بھی دعائے مغفرت کی گئی....

تھانہ بھون کے بعد شاملی آئے شاملی ایک تاریخی جگہ ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں چند اللہ والوں نے انگریزوں کے دور استبداد میں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تھا...

علم و فضل کی سرزمین ، کاندھلہ میں

شاملی سے گزر کر کاندھلہ آگئے کاندھلہ وہ مقام جہاں بیشمار علماء اور اللہ والے پیدا ہوئے

اسی کاندھلہ میں تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولاناالیاس صاحب رحمۃاللہ علیہ پیدا ہوئے
تبلیغی نصاب کے مصنف حضرت مولاناشیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اسی سرزمین سے ہے
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں کاندھلہ کا فیض جاری ہے
مرکز نظام الدین مکمل کاندھلہ کی ماتحتی میں ہے.
پاسبان کے رکن گرامی قدر مفتی محمد صالح صاحب امین عام مظاہر علوم سہارنپور اور مولانا سید احمد ہاشمی صاحب اسی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں
گویا پاسبان میں بھی کاندھلہ کا فیض جاری ہے..
کاندھلہ سے ایک راستہ کیرانہ گیا ہے
دائیں جانب کیرانہ کا بورڈ نظر آیا
کیرانہ بھی ایک علمی مقام ہے
دارالعلوم دیوبند کی نشاۃ ثانیہ کے معمار اعظم عربی زبان و ادب کے بے مثال تاجدار، شخصیت سازی کے امام، مختلف قوامیس کے مصنف حضرت مولانا وحید الزماں کیرانوی علیہ الرحمہ جن کی عربی لغات سے وہ لوگ بھی استفادہ کرنے پر مجبور ہیں جنھیں اپنی عربی دانی ہر بہت ناز ہے ان کا تعلق اسی سرزمین سے ہے..
اس لئے کیرانہ بھی عقیدتوں کا مرکز رہا ہے
لیکن کیرانہ کا بورڈ دیکھ کر وہاں جانے کی خواہش کی ایک دوسری وجہ تھی
مگر وہ خواہش پوری نہیں ہوئی اور ہماری گاڑی سیدھے باغپت کی طرف چل پڑی یہ سب مغربی یوپی کے وہ علاقے ہیں جو ہماری عقیدتوں کے مراکز ہیں اسی وجہ سے ہم نے یہ راستہ اختیار کیا...

أَمُرُّ عَلَى الدِيارِ دِيارِ لَيلى — أُقَبِّلَ ذا الجِدارَ وَذا الجِدارا
وَما حُبُّ الدِيارِ شَغَفنَ قَلبي — وَلَكِن حُبُّ مَن سَكَنَ الدِيارا

رکن پاسبان مولانا کلیم نعمانی صاحب سے ملاقات

اہل اللہ واہل علم کے علاقوں سے گزرتے ہوئے ہماری گاڑی منزل کی طرف رواں دواں تھی ، کاندھلہ سے جب ہم آگے بڑھے تو سامنے بورڈ پر باغپت لکھا ہوا نظر آیا
یاد آیا کہ باغپت کے مولانا کلیم نعمانی صاحب پاسبان کے رکن ہیں
کیوں نا ان سے ملاقات کرلی جائے
یوں تو دیوبند و اطراف میں پاسبان کے کئی ارکان ہیں لیکن وقت کی قلت کے باعث کسی سے ملاقات نہ ہوسکی تھی اس لئے سوچا کم از کم انھیں سے ملاقات ہو جائے
اس لئے انھیں کال کیا لیکن کال رسیو نہیں ہوئی
گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی ہم لوگ بڑوت سے آٹھ دس کلومیٹر آگے نکل گئے تو مولانا کلیم نعمانی صاحب نے کال بیک کیا سلام و خیریت معلوم کرنے کے بعد انھوں نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں ہم نے بتایا کہ باغپت پہونچنے والے ہیں آپ سے ملاقات ہوسکتی ہے؟
انھوں نے کہا کہ میں بڑوت میں ہوں گاڑی موڑ لیں ملاقات ہوجائے تو خوشی ہوگی
یہ پاسبانی تعلق تھا کہ چار و ناچار گاڑی موڑ لی گئی اور ہم لوگ واپس بڑوت آگئے
بڑوت کے ایک مدرسہ میں مولانا تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں انھوں نے لوکیشن بھیج دیا اور لوکیشن کے مطابق ہم لوگ ان کے مدرسہ میں پہونچ گئے
انھوں نے نہایت پر تپاک انداز میں خیر مقدم کیا
اور مدرسہ کے آفس میں لے گئے
پہلے شہد کا مشروب پیش کیا اس کے بعد چاے مع لوازمات دسترخوان پر سجادیا
آفس میں مدرسہ کے ناظم صاحب اور کئی اساتذہ سے ملاقات ہوئی ، نماز عصر کا وقت قریب تھا ہم لوگوں نے آفس ہی میں اپنی مسافرت والی نماز با جماعت ادا کی
واپس ہوتے ہوئے مولانا کلیم نعمانی صاحب نے اپنی کئی کتابیں ہدیہ کیں ماشاء اللہ مولانا کئی کتابوں کے مصنف ہیں

پاسبان میں مولانا کے کئی اعظمی رفقاء درس اور شناسا ہیں مولانا نے سب کا بڑی محبت سے تذکرہ کیا خصوصاً مولانا صادق نظامی صاحب کا بہت ہی محبت سے نام لیا
مولانا سے ملاقات اس علاقے کے پاسبانی ارکان کیلئے کفایہ ثابت ہوئی ورنہ مولانا وسیم صاحب چٹکی لیتے رہتے
ہمیں بھی مولانا سے ملکر بیحد مسرت ہوئی ، پہلے سے کوئی شناسائی نہیں کوئی رابطہ نہیں صرف پاسبانی نسبت کی وجہ سے اعزاز و اکرام کا معاملہ فرمایا جس کیلئے ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں...

مدرسہ عربیہ قرآنیہ اٹاوہ میں حاضری

اب ہماری اگلی منزل اٹاوہ تھی
مدرسہ عربیہ قرآنیہ اٹاوہ کے ناظم اعلی محترم جناب مولانا طارق شمسی صاحب اور نائب ناظم مولانا سید سعد قاسمی پاسبان کے رکن ہیں
(مولانا سید سعد صاحب حضرت مولانا طلحہ صاحب نقشبندی، مفتی حذیفہ صاحب بھونڈی کے چھوٹے بھائی ہیں)
مولانا اظہار الحق بستوی صاحب بھی پہلے اسی مدرسہ میں تھے
مولانا طارق شمسی صاحب اکثر مدارس و مکاتب کے تعلق سے پاسبان میں لکھتے رہتے ہیں مدارس و مکاتب وغیرہ کی قانونی باریکیوں و پیچیدگیوں سے بخوبی واقف ہیں...
ایک بار پھر پاسبانی نسبت نے ان حضرات سے ملاقات کیلئے مہمیز کیا
ہم نے دیوبند میں ہی مولاناسید سعد صاحب کو کال کرکے انکا مدرسہ دیکھنے کا اشارہ دیدیا تھا انھوں نے بہت خوشدلی سے جواب دیااور کہا کہ ضرورآئیں ہم انتظار کرینگے،چنانچہ بڑوت سے نکل کر باغپت کراس کیااور پھر اسی ایسٹرن اکسپریس وے پر آگئے ،ارادہ تھا کہ اٹاوہ مغرب تک پہونچ جائیں گے لیکن راستے میں کئی جگہ رکنا ہوا اس لئے بہت تاخیر ہوگئی دوری سے اندازہ ہوا کہ اب ہم ساڑھے گیارہ بجے سے پہلے اٹاوہ نہیں پہونچ سکیں گے وقفے وقفے سے مولانا سید سعد قاسمی صاحب کال کرکے پوچھتے رہے کہ کہاں پہونچے؟

آگرہ اکسپریس پر پہونچتے پہونچتے کافی دیر ہوچکی تھی
انھوں نے لوکیشن بھیج دیا تھا
آگرہ اکسپریس وے سے جہاں اٹاوہ کیلئے راستہ کٹتا ہے وہاں سے ان کا مدرسہ تیس بتیس کلومیٹر کی دوری پر تھا لوکیشن کی رہنمائی میں ہم چلتے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے لوکیشن میں بتائی جارہی دوری زیرو پوائنٹ پر آگئی ہماری گاڑی وہیں رک گئی اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے
ہم مدرسہ کے بالکل قریب تھے لیکن مدرسہ نظر نہیں آرہا تھا
مولانا سید سعد صاحب کو کال کیا تھوڑی ہی دیر میں حضرت ناظم صاحب اور مولانا سید سعد صاحب گاڑی کے پاس آگئے
اور انتہائی والہانہ انداز میں سلام و معانقہ کیا
مدرسہ گنجان آبادی والے مسلم علاقے میں ہےاور دکانوں اور رہائشی عمارتوں کے درمیان محدود رقبے میں چار منزلہ عمارت پر مشتمل ہے
رات کافی ہوچکی تھی مدرسہ کا اسٹاف اپنے اپنے گھروں کو جاچکا تھا طلبہ سونے کی تیاری میں تھے بس یہی دونوں حضرات ہمارے انتظار میں بیدار تھے
ہمیں پہلے مہمان خانہ لے جایا گیا جو پہلے منزلہ پر واقع ہے اس کے بعد مولانا سید سعد قاسمی صاحب نے جلدی جلدی دوسرے تیسرے منزلہ پر درسگاہوں اور طلبہ کی آرامگاہوں کی وزٹ کرائی
مدرسہ آٹھویں تک منظور شدہ ہے
اسی کے ساتھ عالمیت اور حفظ کی بھی تعلیم ہوتی ہے
عالمیت اور حفظ کے طلبہ کو بھی اسکولی تعلیم سے منسلک کیا گیا ہے
یہ پورے ضلع اٹاوہ میں اہل حق کا واحد مدرسہ ہے
اور ڈنڈی جھنڈی والے بھائیوں کے قلب میں واقع ہے.
ناظم محترم مولانا طارق شمسی صاحب اور ان کے رفقاء کار بغیر کسی ٹکراؤ کے بڑی خوش

اسلوبی اور حکمت عملی سے اپنا کام کررہے ہیں
مولانا طارق شمسی صاحب انتہائی متحرک فعال اور فکر مند شخصیت ہیں
ماشاءاللہ قانونی داؤ پیچ سے بہت زیادہ واقف ہیں
اور اٹاوہ کے ایک معتبر اور معزز خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں
جھنڈی والے بھائی بھی اپنے بہت سے معاملات میں ان سے رجوع کرتے ہیں..
مولانا کی تحریریں پاسبان میں پڑھتے رہتے تھےآج ان سے تھوڑی دیر بالمشافہ گفتگو ہوئی تو مدارس کے تعلق سے ان کی فکر مندی نے مزید متاثر کیا
ہمیں یہ کہنے میں کوئی تردد نہیں کہ اگر کسی کو مدارس و مکاتب کی قانونی پیچیدگیوں کے بارے میں جاننا ہو تو ان سے رجوع کریں صحیح رہنمائی ملے گی۔ ان شاء اللہ
موصوف تنہا دینی اصلاحی اور حالات حاضرہ سے متعلق کئی ماہانہ رسالے اور مجلے بھی نکالتے ہیں
طلبہ کی رہنمائی کیلئے بھی ان کی مرتب کردہ کتابیں ہیں. واپسی پر انھوں نے اپنی کئی کتابیں ہدیہ کیں..
بہرحال مدرسہ کی درسگاہوں کو دیکھنے کے بعد ہم نے عشاء کی نماز ادا کی نماز کے بعد دسترخوان لگا ناظم محترم نے ماشاء اللہ بہت اہتمام کیا تھا لیکن سفر کی تکان نے کھانے کا حق نہیں ادا کرنے دیا
دونوں حضرات ہماری وجہ سے اپنی نیند قربان کررہے تھے
اس لئے مزید انھیں پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا اور تقریباً پونے ایک بجے ان سے اجازت چاہی گئی
دونوں حضرات نے بڑی محبت اور خلوص کا مظاہرہ کیا
یہ بھی پاسبانی کشش تھی جس نے ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کی
ہم دونوں حضرات کی محبتوں کے بیحد مشکور ہیں
مولانا سید سعد قاسمی صاحب نے ہم لوگوں کی ایک دوسرے راستے کی دور تک رہنمائی

کی جس نے آگرہ ایکسپریس پر ہمیں جلد پہونچا دیا. اور ہم لکھنو کی طرف چل پڑے مولانا وسیم صاحب رحمت نگر صدر جمعیۃ العلماء شہر اعظم ماشاء اللہ بے تکان گاڑی چلا رہے ہیں اور ہماری آنکھ نیند سے بوجھل ہے۔

یک روزہ سفر دیوبند کی تکمیل

لکھنو سے پہلے ایک جگہ چاے پی گئی چاے کے بعد مستقیم صاحب نے اسٹیرنگ سنبھالی تقریباً ساڑھے تین بجے ہم لوگ لکھنو میں داخل ہوچکے تھے
بہت دیر تک لکھنو کے مختلف راستوں پر گاڑی چلتی رہی اور کب پروانچل اکسپریس پر آگئے کچھ پتہ نہیں چلا کیونکہ احباب کے بیان کے مطابق لکھنو سے ہم دوسری دنیا میں تھے گاڑی جب جھھاں کیلئے ماہل سے نیچے اتری تو معلوم ہوا ہمارا سفر مکمل ہونے والا ہے جھھاں میں مولانا وسیم صاحب کی چھوٹی سی بچی اپنی پھوپھی کے یہاں تھی اسی کو لینا تھا اسی بہانے جھھاں میں چاے والے سے بھی محظوظ ہوئے اس کے بعد اعظم گڑھ روانہ ہوگئے اور تقریباً ساڑھے سات بجے اعظم گڑھ آگئے اور اس طرح اللہ کے فضل و کرم اور مولانا وسیم صاحب رحمت نگر کی قربانیوں سے ہمارا یک روزہ کامیاب ترین سفر دیوبند بخیر و عافیت مکمل ہوا

جمعہ کو سفر شروع ہوا تھا
اور آج جمعہ کو یک روزہ سفر کا سفر نامہ
دس قسطوں میں مکمل ہوا....
شیخ محمد خالد اعظمی
۱۳ جون ۲۰۲۵ بروز جمعہ

پی ڈی ایف بنوانے

کے لئے رابطہ کریں

مسعود اعجازی

اورنگ آبادی مہاراشٹری

9309827381